Lesson 14. Al-Baqarah (Ayaat 104 - 112): Day 57 سُوْرَۃُالبَقَرَۃ کی تفسیر

یہ سارا کچھ وہ کس جذبے سے کرتے ہیں (یعنی یہود۔ مشرک اور منافق) تاکہ کسی اور کو خیر نہ مل جائے؛

مَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَلَا الْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يُّنَزَّلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ خَيْرٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۗ وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ۗ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿۱۰۵﴾

جو لوگ کافر ہیں، اہل کتاب یا مشرک وہ اس بات کو پسند نہیں کرتے کہ تم پر تمہارے پروردگار کی طرف سے خیر (وبرکت) نازل ہو۔ اور خدا تو جس کو چاہتا ہے، اپنی رحمت کے ساتھ خاص کر لیتا ہے اور خدا بڑے فضل کا مالک ہے۔

اب جن لوگوں کو اللہ کے نبیؐ کی باتیں اچھی لگتی ہیں، اُن کو خیر ملتی ہے وہ باہر جاکر تذکرے کرتے ہیں۔ اللہ کے نبیؐ اور دین اسلام کی ہر طرف تعریف ہونے لگی۔ بات کہنے والے یا اُس پلیٹ فارم کا تذکرہ بھی ہوتا ہے۔ ہمارے ہاں کلچر ہے کہ جب ایک انسان یا پراجیکٹ کی تعریف ہو تو دوسرے اپنے آپ کو غیر محفوظ محسوس کرنے لگتے ہیں کہ شائد ہماری کرسی یا رُتبے کو خطرہ ہے۔ مثال کے طور پر بہو کی تعریف ہو تو ساس فوراً اپنی تعریف شروع کر دیتی ہے کہ ہم بھی اس کے ساتھ بہت اچھے ہیں۔ اسی طرح جب کسی کو اگر ایک اُستاد سے فائدہ ہو کوئی اچھی بات سکھا دیں تو فطری بات ہے وہ باہر جاکر تعریف کرتے ہیں۔ بعض دوسرے لوگ اُس کو تعریف کے رنگ میں دیکھنے کی بجائے سمجھتے ہیں کہ اب ہم پر تنقید ہو رہی ہے۔

اب وہ لوگ (یہود، مشرک اور منافق) چاہتے تھے کہ اللہ کے نبیؐ کو کوئی خیر نہ ملے۔ یہاں خیر نکرہ آیا ہے، یعنی کسی قسم کی خیر، نیکی، بھلائی، مال، یعنی دنیا اور آخرت کی کوئی خیر نہ ملے۔ کہ کوئی مر جائے اور یہ پلیٹ فارم ہی ختم ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ یہاں خود ہی اس کا جواب دے رہے ہیں۔

اور خدا تو جس کو چاہتا ہے، اپنی رحمت کے ساتھ خاص کر لیتا ہے اور خدا بڑے فضل کا مالک ہے۔

یعنی جس کو اللہ دینا چاہتا ہے وہ بے حساب دیتا ہے۔ ہر چیز اللہ کی ملکیت ہے۔ اور وہ حسد کی وجہ سے دشمنی کر رہے تھے۔

آیت نمبر 104 اور 105 میں ہم یہود کے تین شوشے اور اُن کے ردّ دیکھیں گے۔ یہود کی تاریخ تو ہم پڑھ چکے ہیں کہ کیسے بحثیں اور توجیہات کرتے تھے۔ یہاں ہم دیکھیں گے کہ کیسے وہ اللہ کے نبیؐ کے علمی سفر اور تبلیغ میں رکاوٹیں پیدا کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ پہلی بات تو یہ تھی کہ وہ نبی پاکؐ کی محفل میں جا کر غلط قسم کی باتیں کرتے۔ وہ کہتے کہ اگر یہ نبیؐ ہیں تو ان کو پتا کیوں نہیں چلتا کہ ہم انؐ کا مذاق اُڑا رہے ہیں۔ پہلے نبیؐ کے خلاف باتیں کرتے اور پھر باہر جا کر مذاق اُڑاتے کہ ہم تو نہیں پڑھ رہے تھے ہم تو باتیں کر رہے تھے، آج کی زبان میں ہم تو فون پر پیغامات بھیج رہے تھے، اِن کو کچھ پتا نہیں چلتا۔ آج خوب بیوقوف بنایا (نعوذ باللہ)، یعنی ایک دن تو راعنا والا شوشہ چھوڑتے۔

کسی دوسرے دن پھر یہ شوشہ چھوڑتے۔ نبی پاکؐ بہت ساری وہی باتیں کرتے جو پہلے تورات میں بھی تھیں۔ کیونکہ دین تو آدمؑ سے لے کر محمدؐ تک ایک ہی تھا۔ لیکن کیونکہ یہود نے وہ تبدیلیاں کر لی تھیں تو اللہ کے نبیؐ اصلی دین کو پیش کر رہے تھے اور دین کی دُرستگی ہو رہی تھی۔ فرق صرف شریعت میں تھا۔ (دین اور شریعت میں فرق آپ انشاللہ سورۃ مائدہ میں پڑھیں گے)۔

یعنی وقت کے حساب سے تھوڑی تبدیلیاں تو ہوئیں لیکن عقائد میں کوئی فرق نہیں تھا۔ مثال کے طور پر اللہ ایک ہے، آخرت، جنت اور جہنم کا تصور۔ لیکن شریعت یہ کہ آدمؑ کے دور میں بھائی بہن میں نکاح جائز تھا کیونکہ نسلیں بڑھانی تھیں۔ صبح پیدا ہونے والوں کا شام پیدا ہونے والوں سے نکاح کیا جا سکتا تھا۔ لیکن پھر شریعت میں یہ بات منع کر دی گئی۔ دین کو تدریج سے پیش کیا گیا۔ یعنی دین

Gradually develop ہُوا۔ عیسیٰؑ تک دین انجیل میں پیش کر دیا گیا۔ ہر دور میں دین ترتیب سے چلتا جا رہا تھا (آپ اس بات پر خوش ہوا کریں کہ اپنے دین کے ساتھ ہمیں یہود اور عیسائی مذاہب کو سمجھنے میں مدد مل رہی ہے)۔ یوں سمجھ لیں کہ نوحؑ اور موسیٰ کے دور میں انسانیت بچپنے میں تھی۔ عیسیٰؑ کے دور میں انسانیت ٹین ایج میں آ گئی۔ اللہ کے نبیؐ کے دور میں دین میں میچیورٹی آ گئی اور یہ مکمل ہو گیا۔ آپ عمومی طور پر موسیٰؑ کے زمانے میں معجزات دیکھیں گے۔ کہ چھڑی سانپ بن گئی، یدِ بیضا۔ چھوٹے بچوں کو بہلانے والی باتیں۔ جادو اور کھیل تماشے۔

پھر عیسیٰ کے زمانے میں لوگوں کو بڑا مان تھا کہ ہم تعلیم یافتہ ہیں اور طبؐ کا دور دورہ تھا۔ میڈیکلی طور پر ترقّی ہوئی تھی۔ پھر عیسیٰؑ کی پیدائش ویسے ہی عقل کو حیران کر دیتی ہے۔ وہ مردوں کو زندہ کر دیتے، نابینا اور کوڑھی کو شفا مل جاتی۔ عیسیٰؑ کی صلاحیتوں نے اللہ کے حکم سے طبی ماہرین کو بھی پیچھے کر دیا۔

اَب اللہ کے آخری نبیؐ کا میچیورٹی کا دور آیا۔ اللہ کے نبیؐ نے خود فرمایا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ میرے اور قیامت کے بیچ اب کوئی فرق نہیں۔ میرا آنا قیامت کی نشانی ہے۔ ہم مسلمان اب انسانیت کے آخری دور میں آئے ہوئے ہیں۔ جب نبیؐ کو دین دیا گیا تو یہ بہت حکمت والا دین، عقل والا، لاجک والا۔ یہ قرآن مسحور کر دینے والا۔ قرآن کی باتیں انسان کو حیران کر دیتی ہیں۔

دین ایک تھا لیکن شریعتیں بدلتی گئیں۔ کچھ چیزیں آہستہ آہستہ دین میں روکی گئیں۔ جیسے شراب، ایک معاشرے میں پانی کی طرح پی جاتی ہو وہاں ایک دم چھوڑنا مشکل ہو گا۔ تو وہاں عرب معاشرے میں شراب کو تین مرحلوں میں حرام کر دیا گیا۔ سورۃ البقرہ سے سورۃ مائدہ تک ہم پڑھیں گے کہ پہلے کہہ دیا گیا کہ یہ اچھی چیز نہیں ہے اس کا فائدہ کم اور نقصان زیادہ ہے۔ پھر کہہ دیا گیا کہ شراب پی کر نماز کے قریب نہ جاؤ اور پھر حرام کر دیا گیا۔ پھر شراب ختم کر دی گئیں۔

جب کچھ چیزیں دین کا حصّہ بن جاتی ہیں تو روز مرّہ زندگی کا حصّہ بن جاتی ہیں پھر مشکل نہیں لگتیں۔ مثال کے ایک بندے نے ساری زندگی روزہ ہی نہیں رکھا۔ جب رکھنا شروع کرے گا تو آہستہ آہستہ آسان ہو جائے گا۔ اسی طرح نماز ہے۔ اب ہوا یہ کہ شروع میں قرآن کی کچھ آیات نازل ہوئیں اور پھر احکام کو تدریجاً پیش کیا گیا۔ پھر اُسی موضوع پر آیات میں فائنل حکم آ گیا۔ مثال کے طور پر بچہ فیڈر میں دودھ پینا چھوڑ دیتا ہے۔

مَا نَنۡسَخۡ مِنۡ اٰيَةٍ اَوۡ نُنۡسِهَا نَاۡتِ بِخَيۡرٍ مِّنۡهَآ اَوۡ مِثۡلِهَا ؕ اَلَمۡ تَعۡلَمۡ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ قَدِيۡرٌ ﴿۱۰۶﴾ ہم جس آیت کو منسوخ کر دیتے یا اسے فراموش کرا دیتے ہیں تو اس سے بہتر یا ویسی ہی اور آیت بھیج دیتے ہیں۔ کیا تم نہیں جانتے کہ خدا ہر بات پر قادر ہے۔

اسی طرح شروع کی آیات منسوخ ہو جاتی ہیں اور بہتر، مکمل اور فائنل حکم آ جاتا ہے۔

اَلَمۡ تَعۡلَمۡ اَنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلۡكُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ؕ وَمَا لَـكُمۡ مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ مِنۡ وَّلِىٍّ وَّلَا نَصِيۡرٍ ﴿۱۰۷﴾ تمہیں معلوم نہیں کہ آسمانوں اور زمین کی بادشاہت خدا ہی کی ہے، اور خدا کے سوا تمہارا کوئی دوست اور مددگار نہیں ﴿۱۰۷﴾

یہود نے یہ ایک نیا شوشہ چھوڑا تھا تاکہ لوگ اللہ کے نبیؐ سے بد ظن ہو جائیں۔ کہ تم کیا پڑھنے جاتے ہو۔ یہ تو دن بدن نئی بات بتا دیتے ہیں۔ یہ تو دین کو مشکل کر رہے ہیں۔ مثال کے طور پر کہ شروع میں کہتے تھے کہ ایک ایک لفظ کی وضاحت کرینگے بعد میں کہتے ہیں خود ہی ڈھونڈ لیں۔ حالانکہ شروع میں کچھ سکھایا جاتا ہے اور پھر خود کرنے کی عادت ڈالی جاتی ہے۔ تو لوگ اس طرح کی باتیں حوصلہ شکنی کرنے کے لئے کرتے ہیں۔ یہاں ناسخ اور منسوخ آیات کی بات ہو رہی ہے۔

شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں کہ قرآن میں صرف پانچ آیات ایسی ہیں جو منسوخ ہوئی ہیں۔

مزید معلومات کے لئے آپ ویب سائٹ سے 'رب کا پیغام' لیکچر سن لیں۔

مختلف سکالرنے اپنی رائے دی ہے۔ ایک مثال بتا دیتی ہوں۔ دورِ جاہلیت میں عدّت ایک سال کی تھی۔ لیکن اسلام نے چار ماہ دس دن رکھ دی۔

یہود سمجھتے تھے کہ اللہ کے نبی تک یہ بات نہیں پہنچے گی لیکن ایک بات یاد رکھیں! آپ جب بھی کوئی بات کریں گی تو وہ گھوم پھر کر آپ تک ضرور پہنچے گی۔ شوشہ وہ یہ چھوڑتے کہ قرآن اور تورات ایک ہی رَبّ کی طرف سے ہیں تو مختلف کیوں ہیں؟

اس نبیؐ نے تو ٹھان لی ہے کہ ہمارے خلاف ہی بات کرنی ہے۔ جو کچھ یہود کہتے ہیں یہ اللہ کے نبیؐ اُس کے خلاف بات لاتے ہیں۔

اب ہُوا یہ تھا کہ یہود نے تورات اور احکام بدل لئے تھے لیکن اب لوگوں کو اصل دین مل رہا تھا اور یہود کے جھوٹ کے پول کھل رہے تھے۔ یہود کو غصّہ تھا۔ کہ ہم نے تو سود حلال کر لیا تھا اور زنا کی سزا

بس منہ کالا کر کے شہر میں گھمانا کر لیا تھا۔ لیکن اب نبیؐ پاک نے سود حرام اور زنا کی سزا سو کوڑے یا رجم رکھ دی ہے۔ تو یہ اُن کی ذاتی رنجش تھی۔

اَمۡ تُرِيۡدُوۡنَ اَنۡ تَسۡـئَلُوۡا رَسُوۡلَـكُمۡ كَمَا سُئِلَ مُوۡسٰى مِنۡ قَبۡلُ‌ؕ وَمَنۡ يَّتَبَدَّلِ الۡكُفۡرَ بِالۡاِيۡمَانِ فَقَدۡ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيۡلِ ﴿۱۰۸﴾

کیا تم یہ چاہتے ہو کہ اپنے پیغمبر سے اسی طرح کے سوال کرو، جس طرح کے سوال پہلے موسیٰ سے کئے گئے تھے۔ اور جس شخص نے ایمان (چھوڑ کر اس) کے بدلے کفر لیا، وہ سیدھے رستے سے بھٹک گیا۔

یہود نے ایک اور شوشہ چھوڑا کہ اب جاؤ گے نہ تو یہ سوال پوچھنا۔ سوال صرف اس لئے کہ فتنہ پھیلائیں۔ یعنی عورت اور مرد کی نماز میں کیا فرق ہے۔ رفع الیدین کرنا چاہئے یا نہیں؟ آج مسلمان اسی قسم کے سوالوں میں پھنسے ہیں اور بھٹکے ہوئے ہیں۔ چھوٹی باتوں پر بحث کرنے لگتے ہیں۔ آج کہیں بھی قران کا درس شروع ہو لوگ فقہی مسائل سے شروع کرتے ہیں۔ اسی لئے قوم فرقوں میں بٹی ہوئی ہے۔ (ہم آج تک 104 آیات پڑھ چکے ہیں۔ ابھی کوئی فقہی باتیں نہیں کیں) مثال قضائے عمری کے سوال وغیرہ۔ بہنیں پہلے دن ہی فرقوں کے سوال کرتی ہیں۔

ہمارا مسلک قرآن اور حدیث ہے، بس قرآن اور سنّت پر عمل کریں۔ بنی اسرائیل کس طرح کے سوال کرتے تھے۔ ہمیں اس بات سے منع کر دیا گیا کہ ایمان کے بدلے کفر لے کر نہ چلنا۔ ہمیں اس آیت سے کچھ سبق ملتے ہیں۔

- دین آسان اور سادہ ہے

○ بہت زیادہ سوالات سے دین کو بوجھل نہ کریں زیادہ سوال اختلافات کو جنم دیتے ہیں

مثال یہود کو گائے کے قتل کا حکم تھا، انہوں نے سوال پوچھ کر مشکل کر دیا۔ نبی پاکؐ نے فرمایا کہ '
کسی کے سوال پوچھنے سے اگر کوئی حلال چیز حرام ہوئی تو وہ اللہ کے غضب میں آئے گا'

آپؐ نے فرمایا 'الحلال بین والحرام بین' حلال اور حرام واضع ہیں۔

صرف پانچ چیزیں حرام ہیں جو دوسرے پارے میں آئیں گے۔ تو ہمیں کرنا کیا ہے کہ حرام کو مکمل چھوڑ دیں اور حلال کو پکڑ لیں۔ باقی شبے والی چیزیں چھوڑ دیں۔ ایک حدیثؐ "ہر وہ چیز چھوڑ دو جو شک پیدا کرتی ہے" کا خلاصہ ہے کہ بہتر یہی ہے کہ مکروہ چیز کو بھی چھوڑ دو۔

دنیا میں بے شمار کھانے ہیں بہتر یہی ہے کہ اہلِ ایمان ہوتے ہوئے حلال پر رہیں اور الٹے سیدھے سوال نہیں کرنے چاہئے۔

اب ایک سوال پیدا ہوتا ہے کیا کوئی سوال نہ کریں؟

علم حاصل کرنے سے پہلے سوال نہ کریں۔ علم حاصل کرنے کے بعد سوال کریں۔ مثلاً کلاس میں آتے ہی کوئی سوال پوچھ لیں۔ یا کہیں کوئی لیکچر ہو لوگ کہیں دینی لیکچر نہ دیں بس سوالوں کے جواب دے دیں۔ یہ مناسب نہیں ہے۔ کبھی فائدہ نہیں ہو گا۔ مسنون طریقہ ہے کہ کلاس میں کسی موضوع پر سبق ہو۔ پھر جب سبق ختم ہو جائے تو اچھا اُستاد پھر پوچھے کہ کوئی اُس موضوع سے متعلق سوال ہے تو پھر پوچھیں۔ سننے کے دوران کوئی سوال ذہن میں آئے تو آخر میں پوچھ لیں۔

اب ہوتا کیا ہے کہ ایک تو وہ بے تکے سوال پوچھتے اور اس طرح کہ جن کو سن کر غصّہ آئے یا فرقہ واریت سے متعلقہ سوال۔مثال وہابی کون ہے اور پھر بات کو آگے بڑھا چڑھا کر بتانا۔

یا پھر ابھی اللہ کے نبیؐ بات کر رہے ہوتے تھے تو ہاتھ کھڑا کر لیتے کہ ایک بات یاد آگئی ہے۔یہ بات ادب کے خلاف ہے اور گستاخی ہے۔یا بات کاٹ دیتے، یہ بد تہذیبی ہے۔

اچھی بھلی تفسیر کی کلاس چل رہی ہوتی ہے لیکن کوئی اس طرح کا سوال پوچھتا ہے کہ آدھا سبق ہی ہوتا اور بحث شروع ہو جاتی ہے۔

بیچ کا سوال تکبّر کو بھی ظاہر کرتا ہے۔وہ بڑا بنتے تھے کہ ابھی ہمیں یہ بتاؤ۔اپنی طرف سے بڑے بنتے تھے کہ ہم درمیان میں بات کاٹ کر اپنی بات کرینگے۔

ایک اس طرح کہ کسی نے یہ والی آیت کہیں اور سنی ہوتی ہے پھر جب استاد اس کی وضاحت کرتا ہے تو درمیان میں بولیں کہ یہ آیت اس طرح بھی ہو سکتی ہے یا اس میں یہ بھی شامل کرلیں یا فلاں جگہ تو ایسے سنا تھا۔ہر جگہ کا ماحول فرق ہوتا ہے اس لئے ہر بات ہر جگہ نہیں کی جا سکتی۔

یہاں تین دفعہ کفر کا ذکر آیا ہے۔خاص توہینِ رسالت کی بات ہو رہی ہے۔

وَدَّ كَثِيْرٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يَرُدُّوْنَكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ اِيْمَانِكُمْ كُفَّارًا ۚ حَسَدًا مِّنْ عِنْدِ اَنْفُسِهِمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ ۚ فَاعْفُوْا وَاصْفَحُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ﴿١٠٩﴾ بہت سے اہل کتاب اپنے دل کی جلن سے یہ چاہتے ہیں کہ ایمان لا چکنے

کے بعد تم کو پھر کافر بنا دیں۔ حالانکہ ان پر حق ظاہر ہو چکا ہے۔ تو تم معاف کر دو اور درگزر کرو۔ یہاں تک کہ خدا اپنا (دوسرا) حکم بھیجے۔ بے شک خدا ہر بات پر قادر ہے۔

یہ ہے اصل فیکٹر جو اِن سے یہ سب کروا رہا ہے وہ نبی پاکؐ سے حسد کرتے تھے۔ قرآن، اسلام کے خلاف تھے۔ اس لئے حسد کے مارے یہ سب کرتے تھے۔ حدیثؐ میں ہے

كل ذی نعمة محسود۔ یعنی ہر نعمت والے سے حسد کیا جاتا ہے۔

یہاں سے ہمیں دین داروں کا حسد بھی نظر آتا ہے۔ یہود بھی تو دیندار تھے۔ اللہ کے نبیؑ کے راہ میں انھوں نے بے شمار روڑے اٹکائے۔ حاسد شخص اللہ کی بانٹ پر راضی نہیں ہوتا۔

کہ اس کو کیوں ملی۔ مجھے کیون نہیں ملی۔ یہود پر حق ظاہر ہو چکا تھا۔

آپ کو دل میں غصّہ آرہا ہو گا کہ بار بار اللہ کے نبیؑ کی توہین! تو اللہ ہمیں کیا سکھا رہے ہیں۔

تو تم معاف کر دو اور درگزر کرو۔ یہاں تک کہ خدا اپنا (دوسرا) حکم بھیجے۔

مسلمان اُمّت کو کیا پیغام دیا جا رہا ہے؟ کہ معاف کر دو، درگُزر کر دو۔ جب کوئی نبیؐ کے کارٹون بنائے، ان کے گھر والوں کی باتیں کرے تو انتظار کرو۔ یہاں تک کہ اللہ کا کوئی اور حکم آجائے۔ اپنے آپ کو کامیاب انسان بناؤ۔ محنت کرو۔ ترقی کرو۔ اپنے آپ پر توجہ دو۔ اور اگر تمہیں لگے کہ اس سے کچھ نہیں ہو گا تو یاد رکھو کہ 'بے شک خدا ہر بات پر قادر ہے۔'

اللہ نے یہ بہت دفعہ کر کے دکھایا ہے۔ صحابہ کرامؓ کی مدد اللہ نے کی تھی

اس لئے اپنے آپ کو ٹھیک کریں۔اور ہمیں کیا کرنا ہے؟

وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ۭ وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۱۱۰﴾ اور نماز ادا کرتے رہو اور زکوٰۃ دیتے رہو۔ اور جو بھلائی اپنے لیے آگے بھیج رکھو گے، اس کو خدا کے ہاں پالو گے۔ کچھ شک نہیں کہ خدا تمہارے سب کاموں کو دیکھ رہا ہے اور نماز ادا کرتے رہو اور زکوٰۃ دیتے رہو۔ اور جو بھلائی اپنے لیے آگے بھیج رکھو گے، اس کو خدا کے ہاں پالو گے۔ کچھ شک نہیں کہ خدا تمہارے سب کاموں کو دیکھ رہا ہے۔

ہمارا یہ ایجنڈا ہونا چاہئے۔یہود و نصاریٰ کی باتوں اور شوشوں کو چھوڑ کر اپنے کرنے کے کام کریں۔

ہم نے ربیع الاوّل میں ایک سیریز شروع کی تھی۔ جس میں نبیؐ کی ایک متروک حدیث پر بات کرتی تھی۔(ایسی حدیثؐ جس پر آج کل لوگ زیادہ عمل نہیں کرتے یا بھول چکے ہیں)جب دشمن آپؐ سے کچھ کہتے تو آپؐ وہاں سے ایسے گزر جاتے جیسے سنا ہی نہیں۔اور ہم کیا کرتے ہیں؟ کہیں جلسے جلوس اور کہیں توڑ پھوڑ۔ کہیں بابری مسجد کے حملے۔ اسلام کو ایسے فتح نہیں ملے گی۔

ہمیں اپنے آپ کو ٹھیک کرنا ہو گا۔بدر کے صحابہ کرامؓ کی مدد ہوئی تھی ہماری بھی ضرور ہو گی۔ہم ویسے مسلمان تو بن کر دکھائیں۔

وَقَالُوْا لَنْ يَّدْخُلَ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ كَانَ هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى ۭ تِلْكَ اَمَانِيُّهُمْ ۭ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۱۱﴾ اور (یہودی اور عیسائی) کہتے ہیں کہ یہودیوں اور عیسائیوں

کے سوا کوئی بہشت میں نہیں جانے کا۔ یہ ان لوگوں کے خیالاتِ باطل ہیں۔(اے پیغمبر ان سے) کہہ
دو کہ اگر سچے ہو تو دلیل پیش کرو﴿۱۱۱﴾

یہ تو یہودیوں اور عیسائیوں کا خیال تھا کہ صرف وہی جنّت میں جائیں گے۔ کیا ہم مسلمان یہ نہیں کہتے؟

ہمارا بھی تو یہی خیال تھا کہ صرف مسلم اُمّت ہی جنّت کی حقدار ہے۔ پھر جب ہم حدیثؐ پڑھتے ہیں تو
معلوم ہوتا ہے کہ جنّتی لوگوں کی 120 صفیں ہونگی جن میں سے 80 صفیں مسلمانوں کی ہونگی (یعنی
اُمّت محمدیہؐ کی) اور باقی دوسرے انبیا کرامؑ کی امتوں کی 40 صفیں (تفسیر ابنِ کثیر)

ہمارے ہاں تو یہ خیال کیا جاتا ہے کہ شراب پینی ہے تو مسلمان ہو جاؤ تاکہ جنّت میں جاسکو اور زنا کرلو
لیکن مسلمان ہو کر تاکہ جنت میں جاسکو (یہ سب غلط عقائد ہیں)

لیکن جنّت نہ یہودی، نہ عیسائی اور نہ مسلمان کی ہے، جنّت اللہ کی ہے۔ اللہ نے اُس کے لئے
Criteria سیٹ کر دیا کہ کس کو ملے گی۔

بَلٰی مَنۡ اَسۡلَمَ وَجۡهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحۡسِنٌ فَلَهٗۤ اَجۡرُهٗ عِنۡدَ رَبِّهٖ وَلَا خَوۡفٌ عَلَيۡهِمۡ وَلَا هُمۡ
يَحۡزَنُوۡنَ﴿۱۱۲﴾ ہاں جو شخص خدا کے آگے گردن جھکا دے، (یعنی ایمان لے آئے) اور وہ نیکوکار
بھی ہو تو اس کا صلہ اس کے پروردگار کے پاس ہے اور ایسے لوگوں کو (قیامت کے دن) نہ کسی طرح کا
خوف ہوگا اور نہ وہ غمناک ہوں گے﴿۱۱۲﴾

اپنے آپ کو اللہ کے آگے جھکا دے، اطاعت کا پہلا درجہ؛ اللہ کو اپنا مالک اور خالق مان لے۔ پھر دوسرا
درجہ کہ وہ مومن ہو۔ اللہ کی مان لے۔ جو کرنا ہے اللہ کی مرضی کے مطابق کرنا ہے۔ پھر یہ کہ صرف

نیکیاں زیادہ نہ ہوں بلکہ خوبصورت ہوں۔ وہ محسن ہو۔ عبادات کو خوبصورت بنانے والا محسن۔ یعنی نیکی کرنے کے ساتھ حُسن کیسے آئے گا؟ اس میں تدریج ہے۔ محسن کون ہے کہ جو سنّت کے مطابق عمل کرے۔ پہلی سیڑھی مسلم ہے اور پھر اسٹیپ بائے اسٹیپ تمام سیڑھیاں چڑھ جائیں۔

قرآن کو دل پر لیں۔ آج نیّت کریں دِل رَبّ کو دیں

کوئی ایکٹیوٹی بنالیں۔ 20 سیڑھیاں بنالیں۔ اور ساتھ ساتھ لکھ لیں کہ پہلی سیڑھی سے سفر شروع ہو گا۔

یہ عمل والا دین ہے۔ اللہ کو مان لیں اور نیک اعمال کریں تاکہ دنیا اور آخرت میں کامیاب ہوں۔ سٹریس فری لائف۔ خوف اور غم سے پاک زندگی۔ غم ماضی والے اور خوف مستقبل کے۔ سب سے جان چھوٹ جائے گی۔

(یہاں کچھ لوگوں نے کہا کہ اس آیت میں نبیؐ کا ذکر ہی نہیں) اس سے ہمیں پتا چلتا ہے کہ اللہ کے نبیؐ نے ہمیں اللہ سے متعارف کروایا۔ ہمیں سب کچھ سکھایا۔

آج بھی علم کی محفلیں ہیں لیکن وہ روح نہیں ہے۔ دین والے کی بات میں تاثیر تب آتی ہے جب وہ صرف اللہ کی بات کرے۔ اپنی باتیں نہ کرے۔

ایک بہن نے کہا کہ اس کلاس میں بات دل کے اندر اُترتی ہے۔ الحمدللہ